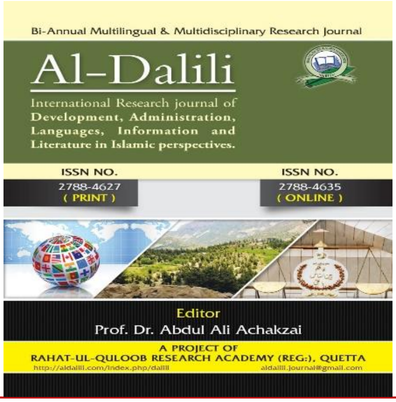

OPEN ACCESS

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

AL DALILI
Bi-Annual, Multilingual (Arabic, Balochi, Birahvi, English, Pashto, Persian,Urdu)
ISSN: 2788-4627 (Print), ISSN: 2788-4635 (online)
Project of **RAHATULQULOOB RESEARCH ACADEMY,**
Jamiat road, Khiljiabad, near Pak-Turk School, link Spini road, Quetta, Pakistan.
Website: www.aldalili.com
Approved by Higher Education Commission Pakistan
Indexing: » IRI (AIOU), Tahqeeqat, Euro pub, MIAR.

TOPIC

براہوئی ادب میں لوک شاعری:ایک جائزہ

Review of Folk Poetry in Brahui Literature

AUTHOR

1. Dr. Nizam ud Din, Lecturer, Department of Pakistani Languages, NUML, Islamabad, Pakistan. Email: nizamuddinleo18@gmail.com
2. Abdul Raziq Raj, Lecturer, Department of Pakistani Languages, NUML, Islamabad, Pakistan. Email: araziq@numl.edu.pk

How to Cite: Dr. Nizam ud Din, & Abdul Raziq Raj. (2023). URDU: براہوئی ادب میں لوک شاعری: ایک جائزہ: Review of Folk Poetry in Brahui Literature. *Al-Dalili*, *4*(2), 01–13. Retrieved from https://aldalili.com/index.php/dalili/article/view/105

URL: https://aldalili.com/index.php/dalili/article/view/105
Vol. 4, No.2 || Jan–Jun 2023 || URDU-Page. 01-13
Published online: 07-02-2023

براہوئی ادب میں لوک شاعری: ایک جائزہ

Review of Folk Poetry in Brahui Literature

[1]نظام الدین [2]عبدالرازق راج

ABSTRACT:

The history of folk literature of any language is associated with the history of that very language. The initial form of the language comes into existence in a dialect form first in the streets. On the second place, the language reaches the laps of the people and, so on, to the villages and even to the diwankhanas. Likewise, after reaching the properties, the public role in the formation of the language is forgotten i.e., the language ignores its roots. By the way, the folk literature of every language has its origin from the streets. Similarly, Brahui folk literature also originates from the streets and the folk poetry. The interesting thing about folk literature is that its founder is not a single man. In addition, there is no specific evidence about the origin of Brahui poetry because it can be said about the origin of Brahui poetry that the shepherds used to hum while tending their sheep and the words themselves were like pearls in a string and the same process of humming has taken the form of folk songs. The fact is that some genres of folk poetry in Brahui are still very strong today. Keeping these discussions in mind, in this research article, an attempt has been made to present Brahui folk poetry in a scientific manner.

Key words: folk poetry, Brahui language, shepherds, to hum, pearls, genres, scientific manner.

انسانوں کے مابین گفت وشنید والفاظ کے ذریعے تعلق قائم رکھنا زبان کی وجہ سے ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان کی شناخت کا ایک اہم حصہ بھی زبان ہی ہے۔ دور چاہے کوئی بھی ہو زبان کا کردار ہمیشہ سے مسّلم رہا ہے۔ دو غیر افراد کے باہمی رشتے کو دوستی اور تعاون سے جوڑ کر صرف اور صرف زبان کی ہی بنیاد پر قائم و دائم رکھا جاسکتا ہے۔ پاکستان کا ایک کثیر اللسانی ملک ہونا، اس کے ثقافتی خوبصورتی میں چار چاند لگانے کی مترادف ہے۔ پاکستان میں بیسیوں بولی جانے والی زبانوں میں ایک زبان براہوئی بھی ہے۔ کسی بھی زبان کی ادب لوک ادب سے ہی شروع ہونے کے ثبوت ملتے ہیں۔ بالکل اسی طرح براہوئی ادب بھی لوک ادب سے شروع ہوتی ہے۔ لوک ادب کی دلچسپ بات یہ ہے کہ اس کا بانی کوئی ایک فرد نہیں ہوتا۔ بلکل اسی طرح شاعری کے ابتدا کے بارے میں کوئی خاص ثبوت نہیں ملتے۔ کیونکہ براہوئی شاعری کے ابتدا کے بارے میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ چرواہا اپنے بھیڑ بکریوں کو چراتے ہوئے گنگنا کر الفاظ کو خود ہی ایک لڑی میں موتیوں کے مانند پرویا کرتا تھا اور وہ گنگنانے کا عمل لوک گیت کی شکل اختیار کر لیتی۔

براہوئی زبان برصغیر پاک و ہند کی قدیم ترین زبان ہے۔ اس کے ڈانڈھے مہر گڑھ میں ملتے ہیں۔ مزید یہ کہ ڈینس برے کہتے ہیں کہ براہوئی زبان اصل میں دراوڑی زبان کیگروہ سے تعلق رکھتی ہے۔ باقی زبانوں کی طرح براہوئی زبان نے بھی بہت آزادی سے بیرونی زبانوں جیسے کہ فارسی، بلوچی، سندھی اور دوسرے ہمسایہ ممالک کے زبانوں کے الفاظ اپنائے ہیں۔ یہ کہنا درست ہوگا کہ براہوئی زبان نے بھی دوسرے زبانوں سے اثر لینے کے باوجود اپنی گرائمر میں کوئی خاص قسم کی تبدیلی نہیں ہونی دی ہے۔ لسانی تحقیق کی رو سے براہوئی زبان کو ان دراوڑی

زبانوں کی نسل بتایا گیا ہے جو دراوڑی زبانوں کی وسط اور جنوب میں بولی جاتی ہیں۔

ماہرین بشریات اور ماہرین آثار قدیمہ کا کہنا ہے کہ براہوئی زبان مہر گڑھ میں پیدا ہوئی اور چھ ہزار سال قبل مسیح مہر گڑھ کے لوگ براہوئی زبان بولتے تھے۔ جیسے کہ زون احمد خان لکھتے ہیں کہ:

"Archaeological evidence has revealed presence of Brahui as far back as 6000 B.C.E. Brahuis, the Dravidian stock lived during the Mehrgarh civilization around 6000 B.C. their descendants continue to live in the region and have a dialect distinct from any other in the expanse".[1]

ساڑھے تین ہزار سال قبل مسیح میں مہر گڑھ کے براہوئی، سندھ تہذیب کی بنیاد رکھی اور قدیم سندھ تہذیب (موھن جو دڑو) اور اس دور سے تعلق رکھنے والے دوسرے آثاراتی سائیٹس کو ماہرین لسانیات اور بشریات نے قدیم ترین براہوئی (پروٹو براہوئی) قرار دیا ہے۔ جیسا کہ پیرو مریگی لکھتے ہیں کہ :

"The language of the inhabitants of the Indus valley as Proto-Brahui"[2]

آسکو پرپولا، سندھ کی بنیادی زبان کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

“There is a strong possibility that Indus’s language was proto-Dravidian either archaic Tamil or Brahui”.[3]

براہوئی زبان جتنا قدیم ہے، اس کا ادب بالخصوص لوک ادب (لوک شاعری) بھی اتنا ہی قدیم ہے۔ لیکن آریاؤں کے حملہ 1500ق۔م سے پہلے کا براہوئی لوک ادب ضائع ہوگیا۔ آریاؤں نے براہوئیوں کو تتر بتر کر دیا۔ جس کی وجہ سے ان کی زندگی تبدیل ہوگئی اور براہوئی قوم کے لوگ پہاڑوں میں بس گئے۔ ایچ۔ ٹی لیئمبرک، سر آریل ایسٹائن کے حوالے سے براہوئیوں کا پہاڑوں کو بسانے کے متعلق رقمطراز ہیں:

"Barren region affording neither attraction nor room for settlement to any invader in just the ground where the nomadic fringe, poor, semi barbarous relatives, as it were, of that ancient settle race, would be likely to be left undistortion. It could thus escape the fate of Aryanization which their congeners in more favored lands have undergone”.[4]

مزید یہ کہ خود "براہوئی" لفظ "دڑا+ کو+ ای" کی تبدیل شدہ صورت ہے۔ جس کے معنی شمالی پہاڑی لوگ یعنی (ناردن ماونٹنیرز) ہے۔ براہوئی کے قدیم لوک ادب کو آریائوں نے 1500ق۔م میں حملہ کے دوران تباہ و برباد کر دیا۔ اس حوالے سے پروفیسر انور رومان لکھتے ہیں کہ ": یہ عین ممکن ہے کہ آریاؤں کے حملہ (قریباً1500ق۔م) اور مختلف اطراف سے آریہ اور آریائی ہوئی زبانوں کے دباؤ نے وہ سب کچھ تباہ و برباد کر دیا۔ جو انہوں نے اپنے دورِ ترقی میں تخلیق کیا ہو۔ اور یوں ان کی زبان اس قدر متاثر ہوئی ہو کہ وہ اپنی قدیم کلاسیکی روایات اور ادب کو محفوظ نہ رکھ سکے ہوں"۔[5]

کسی زبان کے ابتدائی، عوامی اور غیر مطبوطہ شاعری کو لوک گیت یا شاعری کہتے ہیں۔ ہر زبان کا ادب اور ان کی ابتدا وشاعری سے ہوتی ہے۔ مختلف تدریجی مدارج سے گزرنے کے بعد نثری ادب وجود میں آتا ہے۔ ان لوک گیتوں / اشعاروں کیلئے کسی دور کا تعین کرنا ناممکن ہے۔ ان گیتوں کے خالق بھی نامعلوم اور گمنام ہیں۔ ان کے کہنے والے چرواہے ہیں۔ ساربان، کسان، مزدور، الھڑ دوشیزائیں، جوان اور عمر رسیدہ

خواتین بھی شامل ہیں۔ ان گیتوں / اشعار میں زمانہ قدیم کی عکاسی بھی ہوتی ہے اور دورِ جدید کا ماحول بھی نمایاں ہوتا ہے۔ براہوئی زبان میں جو لوک ادب موجود ہے وہ عربوں کے دور سے تعلق رکھتا ہے۔ کیونکہ کچھ اشعار میں عربوں کے دور کے شہروں اور علاقوں کے نام آئے ہیں۔ دیگر زبانوں کی لوک شاعری کی طرح براہوئی لوک شاعری کے بھی بہت سے اصناف ہیں، مثلاً:

برنازنا:

براہوئی لوک ادب کے شاعری میں انتہائی مشہور و معروف شاعری میں برنازنا شاعری کا شمار ہوتا ہے۔ یہ لوک گیت کی شکل میں مختصر بحروں میں پرویا گیا ہے جو کہ دل کو چھو جانے والی شاعری بن جاتی ہے۔ اس شاعری کی سماعت کو اچھی لگنے کی خاص وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس میں کبھی دو تو کبھی تین یا پھر کبھی تین بولوں کے بعد۔ ''برنازنا'' کے میٹھی و دلکش الفاظ کا تکرار ہوتا ہے۔ چرواہا جب مویشیوں کو چرانے لے جاتا اور وادیوں سے گزرتے ہوئے جب ''برنازنا'' کے الفاظ گن گناتا تو وہاں پڑے راستوں میں پتھر بھی جھوم جاتے۔ اسی طرح جب کسان اپنے بوسیدہ کپڑے کے جوڑے میں جب ہل چلاتا تو اس کے دل میں یہ آرزو پیدا ہوتی کہ وہ محنت کر کے اپنی زمین کو زرخیز بنائے تو ایسے پُر مشقت کام کے وقت اُس کے منہ سے بے اختیار۔ ''برنازنا'' ''برنازنا'' کے دلفریب الفاظ خود بہ خود زبان پہ آتیں۔ اور جب براہوئیوں کا قافلہ پہاڑوں سے ہوتا ہوا گزرتا تو ان وادیوں سے سریلے آواز میں فضا ''برنازنا، برنازنا'' کے سُر سے گھونج اٹھتی جو کہ اس ماحول میں ایک خوبصورت کیفیت کو اُجاگر کرتی۔ اور جب ایک عاشق اپنے محبوب کے یادوں میں محسور ہوتا، دل سے ملنے کی آرزو کرتا تو تب بھی اس عاشق کے ہونٹوں پہ یہ شاعری گیت کے شکل میں سج جاتی۔ نہ صرف یہی بلکہ دوسری عشقیہ منظومات کے مقابلے میں "برنازنا" (یعنی نازنین آجاؤ) چھوٹی چھوٹی بحروں میں بے حد معروف و مقبول لوک گیت ہے۔ مثلاً:

برنازنا برنازنا	آجاے دلربا نازنین
برنازنا برنازنا	آجاے دلربا نازنین
سیلءِ کرین ناسازنا	دیکھی ہم نے تیری محفل رنگین
اُستءِ دریس بازنا	لیا تو نے بہتوں کا دل چھین
برنازنا برنازنا	آجاے دلربا نازنین
توارنا مثلٹ سازنا	آواز ہے تیری شیریں
کونجاک ہنار بال ٹی	اونچی ہے کونجوں کی پرواز
خناٹ نے شال ٹی	دیکھا تجھے شال (کوئٹہ) میں
برنازنا برنازنا	آجاے دلربا نازنین
بامبائے سلیس کتی کرے	بالائے بام جلوہ نما ہو کے کیا اشارہ
استءِ نا ٹپی کرے	دل فگار کو کر دیا پارہ پارہ
اُستءِ نا تیکن درے	من موہ لیا ہمارا

برنازنا برنازنا	آجائے نازنین آجائے نازنین
بننگ ئے حورنا	آمد ہے حور کی
خننگ نااڑ تومانورنا	تیری دونوں آنکھیں نور کی
چنڈا گدرے کاٹما کرے	دوپٹہ اوڑھ کر
مخسہ گنوک انبار برے	آئی وہ شوریدہ
برنازنا برنازنا	آجائے نازنین آجائے نازنین
دوست کنانی جندنا	محبوبہ خاص اے خوش خرم
سلاماک نابریرہ سندہ نا	آتے ہیں سندھ سے تیرے سلام و پیام
واپس برک ساہ کنا	لوٹ کے آ میری جان
برنازنا برنازنا	آجائے نازنین آجائے نازنین[6]

یا:

سیل سوات کن کانہ دشت آ	جائینگے دشت دیکھنے ہم نظارہ
برف وباریک ءُدا	برف پڑی ہے ہر سما
سنگت پیش تمانے گشتا	دوست ہے گشت کرنے نکلا
برنازنا برنازنا	آجائے نازنین آجائے نازنین
سنگت کہ ہنانے شام آن	دوست جو شام سے ہے گیا
چک اس نراابنو دام آن	چڑا جو ہے پنجرے سے بھاگا
شارے اِلا بھاز اووام آن	دوست نے اُدھار کے ہاتھوں شہر چھوڑا
برنازنا برنازنا	آجائے نازنین آجائے نازنین[7]

لیلی مور:

کہا جاتا ہے کہ براہوئی زبان و ادب میں لیلی مور کو زیادہ مقبولیت حاصل ہے۔ برنازنا کے مقابلے میں لیلی مور کے بول کچھ طویل ہوتے ہیں۔ غزل کی طرح لیلی مور میں بھی ہر طرح کے عنوان پہ شاعری کے الفاظ شامل ہوتے ہیں۔ لیلی مور کا براہوئی ادب میں مشہور ہونے کی کئی وجوہات ہوسکتی ہیں۔ جیسے کہ اس میں وفا اور بے وفائی کے عنوان پہ بھی آپ کو سطریں ملتی ہیں۔ بات کی جارہی ہو کسی رشتے میں بندھنے کا یا رابطہ ختم کرنے کا تو لیلی مور کے کچھ سطروں سے مدد لیا جاسکتا ہے۔ لیلی مور وہ شاعری ہے جس میں عاشق کی بے چینی اور محبوبہ کی انتہائی لاپروائی بھی بیان کیا گیا ہے۔ سب سے جو اہم بات ہے اس شاعری میں براہوئیوں کی پوری زندگی کے رہن سہن اور رسم و رواج کا پتہ چلتا ہے۔ جہاں بات ہو خانہ بدوشی کی وہاں لیلی مور کی چند سطریں ضرور پیش کئے جاتے ہیں۔ اور خانہ بدوشی کی اصل وجہ موسم کو ٹھہرایا جاتا ہے اسی لئے لیلی مور

میں ہر موسم کو بہت خوبصورتی سے پیش کیا جاتا ہے۔ وہ موسم چاہے گرمی کا ہو یا سردی کا، چاہے وہ وقت چاند گہن ہو یا وقت سورج گہن، چاہے وہ علی الصباح ہو یا رات ہو اس شاعری میں ان کی ترجمانی کے لئے سطریں موجود ہیں۔ اتنا ہی نہیں لیلی مور میں ہر رشتے پہ شاعری شامل کی گئی ہے۔ حتہ کہ اس شاعری میں کچھ سطریں بھائی کی محبت اور بھائی سے رشتہ نبھانے کے حوالے سے بھی ملتے ہیں۔ لیلی مور کے چند بند نمونے کے طور پہ پیش کیے جاتے ہیں جیسے کہ:

برکنا لیلی مورنو کرنا جندنا	آجا لیلی مور میں تیرا نوکر
جتائی تمانے موسمءِ سندھ نا	فراق کا وقت ہے اور یہ موسم ہے سندھ کی
نظر کنا تمانے ٹکیءِ طوقءَنا	نظر پڑی ہے میری، تمہارے اس انمول طوق پر
مالءِ تینا لیلام کیوہ بریوہ شوقءَنا	اپنا سب کچھ نیلام کرکے تیرے دیدار کرنے آؤنگا[8]
برکنا لیلی ای ونی ملینہ	آجاے لیلی ہم دونوں ملتے ہیں
صلاحءِ اسٹ کہ شالءِ الینہ	ایک مشورہ پہ قائم ہو کر کوئٹہ شہر چھوڑ جاتے ہیں
دوبٹین کہ دوبس ناپلو	ہاتھ بڑھایا کہ ہاتھ آیا میرے تیرا آنچل
سال ناز ہیری انت کیک ناچلو	اک تیری انگیشتری کیسے مٹا سکتی ہے سالہا سال کی یادیں[9]
گرانو بیٹ کرے لوئیءِ	گرانو نے پتیلی چڑھادی
لاڈی نے پیرا تہ دروئیءِ	میری لاڈلی تجھے پیروں کا واسطہ ہے
بٹیسُن بٹیسُن مش نا تلارہ	قافلہ ہمارا اترا پہاڑ کی چٹان پہ
خف کنا توروکءِ لیلی نا توارہ	کان دھرتا ہوں لیلی کی آواز پہ[10]
باغ ٹی کنا چنا نارندسءِ	باغیچے میں میرے لخت جگر کے نقش پا ہیں
باوہ نا چنا عجبءُ گندسءِ	عجب چاہ و لگاؤ ہے بھائی سے
چوٹولی چکسءِ الکٹ تہ ڈب ٹی	چنڈول آیا میرے دام میں
مالءِ تینا تسٹ ایلم نالب ٹی	بھائی کی شادی میں اپنی دولت دیدی[11]

ان سطروں کے علاوہ بھی کچھ مشہور سطریں لیلی مور کو خوبصورت بنانے میں چار چاند لگاتے ہیں جیسے کہ:

برکنا لیلی مور لیلی مور کیوہ نے	آجا لیلی مور سجنی بناؤں گا تمھیں
برکنا لیلی مور لیلی مور کیوہ نے	آجا لیلی مور سجنی بناؤں گا تمھیں
بالی اُچک ئسے توریٹنہ مُٹ ٹی	اُڑتے پنچھی کو مٹھی میں پکڑا

رومالءِ خناسن لیلی ناکٹ ٹی	لیلی کے دامن پر رومال پھینکا
لاڈی ناکوٹھی ناسبر و تیر سءِ	میرے کامنی کے مکان کا مضبوط شہتیر ہے
یات کریٹ دوپاسیءِ کاملو پیرسءِ	پکارا دوپاسی کو کامل پیر ہے
برکنا لیلی مورنوکرنادمپاتہ	آجا لیلی مور قربان تیری چالوں کا
سنگتی سمل ناموسمءِ ہمپاتہ	سمل کی دوستی ہے یہ وقت روانگی کا[12]

ماہ لنج:

براہوئی محبوبہ حسین و جمیل ہوتی ہے۔ اس کے حسن کی نظر چار وانگ عالم میں نہیں فارسی اور اُردو شعراء اپنے محبوبہ کے حسن و جمال اور سندرین کو کامل سے تشبیہ دیتے ہیں۔ مگر براہوئی شاعر کی محبوبہ اور سجنی اس قدر خوبصورت خوبرو اور خوش شکل ہوتی ہے کہ اس کے روپ سروپ کے روبرو ماہتاب کا حسن بھی مانند پڑھ جاتا ہے اور اپنے حسن کی کم مائیگی پر شرمسار ہو جاتا ہے۔ اور پھر نظروں سے بالکل اوجھل ہو جاتا ہے۔ لیکن پھر اسے خیال آتا ہے کہ اگر اس دفعہ میں چلا جائوں تو میرے روپ میں نکھار زیادہ آجائیگا۔ اسلیے وہ دوبارہ طلوع ہو جاتا ہے کہ چودھویں رات کو اپنی رعنائی کے باوجود براہوئی شاعر کی محبوبہ اور سجنی کے روپ سروپ کا مقابلہ نہیں کر سکتا ہے۔

براہوئی لوک شاعری میں ”ماہ لنج“ بھی بہت اہمیت کے حامل ہے۔ کسی بھی شاعری کو دیکھیں (خاص طور پر لوک شاعری) اس میں شاعر اپنے جذبات کے آخری حدتک کو پار کرکے اس کی خوبصورتی کو بڑھاچڑھا کر بیان کرتا ہے۔ شاعر کے دماغ میں جو بھی الفاظ کا ایک تسلسل رہتا ہے اس کو برقرار رکھتا ہے۔ جیسے کہ انگریزی ادب کے شاعر ولیم ورڈز ورد شاعری کے حوالے سے کہتا ہے کہ:

"Poetry is the spontaneous overflow of powerful feelings: it takes its origin from emotion recollected in tranquility."[13]

براہوئی لوک شاعری ”ماہ لنج“ میں بھی شاعر کے جذبات شدت اختیار کرلیتے ہیں اور ایک خوبصورت الفاظ سے بنی ہوئی لڑی پرویا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ماہ لنج براہوئی کے قدیم ترین لوک شاعری میں سے ہے اس کی قدیم ہونے کی ثبوت کے لئے یہ ہی کافی ہے۔ اس شاعری کی ہر بول میں۔ ”کنا ماہ لنج“ (میری ماہ لنج) جیسے میٹھے الفاظ کی تکرار ہوتی ہے۔ ”ماہ لنج“ جیسی خوبصورت اور دلکش شاعری میں محبوب اپنے محبوبہ کے حسن وجمال کی توصیف کرتا ہے۔ اور اپنی محبوبہ کو سب سے زیادہ خوبصورت قرار دیتا ہے۔ اس لوک شاعری کے چند اہم بند ذیل میں پیش کیے جارہے ہیں جیسے:

کانہ برینہ کنا ماہ لنج	ہماری آمد ورفت تیرے لئے ہے اے ماہ لنج
نوکرنا مرینہ کنا ماہ لنج	تیرے خادم بنیں گے اے ماہ لنج
گودی اُس گدان نا کنا ماہ لنج	خیمہ کی ملکہ ہو اے مالنج
پھل اُس اُرانا کنا ماہ لنج	گھر کی رانی ہو اے مالنج
کسرے ولی تا کنا ماہ لنج	رستہ ہے یہ ولیوں کی، ماہ لنج
بننگ ئے پری تا کنا ماہ لنج	پریوں کی آمد ہے، ماہ لنج

گودی اُس گدان ناکناماہ لنج — اس جھونپڑی کی تم شہزادی ہو میری ماہ لنج
پھل اُس ارانا کناماہ لنج — گھر میں سب پہ پیاری ہو میری ماہ لنج[14]

'ماہ لنج' کے تکرار سے اس لوک شاعری کو سننے میں جو لذت ہے وہ اور بھی خوشگوار بن جاتا ہے۔ براہوئی لوک شاعری میں سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ ردیف اور قافیہ کا زیادہ استعمال کیا گیا ہے۔ جسکی وجہ سے براہوئی لوک شاعری کو نہ صرف گنگنانا اچھا لگتا ہے بلکہ سننا بھی بہت اچھا لگتا ہے۔ 'ماہ لنج' کے کچھ اور مشہور اشعار مندرجہ ذیل میں ہیں جیسے کہ:

ڈھاڈر ءُ ڈاہی کناماہ لنج — ڈھاڈر میں ہے خبر میری ماہ لنج
بولان تن باہی ناماہ لنج — بولان ہے رہ گزر میری ماہ لنج
وڑّ کپوت نا کناماہ لنج — ڈار کبوتروں کی میری ماہ لنج
ساڑءِ اپوک نا کناماہ لنج — جلن سوکن کی میری ماہ لنج
توت اسے بیدانہ کناماہ لنج — اک توت رسیلا سا میری ماہ لنج
راج آک بیگانہ کناماہ لنج — اغرا و اقربا ہے نا آشنا میری ماہ لنج
توبے ناٹکے کناماہ لنج — ہے قمر پیکر میری ماہ لنج
کاغذس لکھے کناماہ لنج — لکھدے پتہ میری ماہ لنج[15]

مودہ:

یہ صنف مرثیہ کا نعم البدل ہے۔ مودہ عموماً کسی کی موت پر بین بجا کر گایا جاتا ہے۔ مرحوم کی سخاوت، شجاعت اور انسان دوستی کی تعریف کی جاتی ہے۔ اس کو اکثر عورتیں گاتی ہیں۔ لوک شاعری مودہ کو اکثر نوحہ کناں، نالہ و فریاد، شکوہ شکایت کے معنوں میں گوش گزار کیا جاتا ہے۔ چونکہ یہ شاعری یا گیت ایسے وقت زبان پہ ہوتا ہے جب بولنے والا زار و قطار رو رو کر کچھ بول رہا ہو تو الفاظ کو اس وقت سن کر ذہن نشین کرنا قدرے مشکل ہوتا ہے۔ غم کی حالت میں سننے والے بولنے والے کے غم میں برابر کے شریک ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب غم کچھ کم ہو بھی جائے تب بولنے والے کو یاد نہیں رہتا کہ وہ کیا کچھ بول چکی ہے۔ مودہ عموماً کسی جوان کے موت پہ گایا جاتا ہے۔ جیسے کہ:

بی بل نا پچاک تخوک ءُ — لباس عروسی تیار ہے بی بل
بی بل ءِ دیرس درے — افسوس بی بل کو پانی بہا کر لے گیا
بی بل نا قلعہ خلوک ءِ — حجلہ عروسی تیار ہے بی بل کا
بی بل ءِ دیرس درے — افسوس بی بل کو پانی بہا کر لے گیا
بی بل نا آڑتی تخوک ءِ — سامان تیار ہے بی بل کی شادی کا
بی بل ءِ دیرس درے — افسوس بی بل کو پانی بہا کر لے گیا
بی بل نا حناماک تخوک ءِ — بی بل شادی کی مہندی تیار ہے

بی بل ءِ دیرس درے افسوس بی بل کو پانی بہا کر لے گیا[16]

مودہ کے رفتہ رفتہ ختم ہونے کی اہم وجہ یہ ہے کہ آہ وفغاں کے دوران ایسے الفاظ کو سُننا اور پھر سُن کے یاد رکھنا اور پھر تحریری شکل میں لانا ہر چند مشکل کام ہوتا ہے۔ اور جب صدمہ کم ہوتا ہے تو مودہ کرنے والے کو خود ہی سب کچھ بھول جاتا ہے کہ انتہائی غم و افسوس کے دوران ایسے کیا الفاظ ادا ہوئے تھے۔ کیونکہ اس عالم بے خودی میں جو کچھ بھی عمل اور الفاظ کی ادائیگی ہوتی ہے بعد ازاں انکو یاد کرنا اور تحریری شکل میں پیش کرنا انتہائی مشکل کام سمجھا جاتا ہے۔

براہوئی زبان میں مودہ کی سب سے بڑی مثال' بیبل (بی بل)' کو کہا جاتا ہے۔ یہ ایک حسین لڑکی کی کہانی ہوتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ بیبل کی بہت پہلے منگی ہوئی تھی۔ اور اب شادی ہونے جا رہی تھی تقریباًسب تیاری مکمل تھی۔ کہا جاتا ہے حتہ کہ شادی کا جوڑا (لباس) بھی تیار تھا۔ پورا خاہوت (خاندان) شادی کی تیاری میں خوش اور مگن تھا ایک بری خبر نے سب کو دہلا کر رکھ دیا، سیلاب کا پانی بیبل کو بھی بہالے گیا تھا۔ اس خبر سے ہر ایک آنکھ نم تھی۔ سب خوشیاں یک دم غم کی ڈھال میں نظر آنے لگیں۔ جو گیت شادی کی خوشی میں گنگنائے جا رہے تھے وہ سب اب مودہ (مرثیہ) کی سیاہ رنگ میں زیب تن ہوئے تھے۔ بیبل کے یاد میں جو مودہ گایا جاتا ہے اس کے چند مشہور بند نمونے کے طور پر ذیل میں پیش کئے جا رہے ہیں جیسے کہ:

بیبل نالمہ ہروکءِ بی بل کی ماں راہ تک رہی ہے
بیبل ءِ دیرئس درے صد افسوس پانی بی بل کو بہالے گیا
بی بل ناجَن بروکءِ بی بل کی بارات آنے والی ہے
بی بل ءِ دیرس درے افسوس بی بل کو پانی بہا کر لے گیا[17]

پُھلنگارانڑی:

براہوئی لوک شاعری میں بھی یہ بات واضح ہے اس میں بولنے والا کسی بات کو بڑھا چڑھا کر بیان کرتا ہے، اسم صفت کی حتیٰ لامکان استعمال کیا جاتا ہے۔ کیونکہ شاعر کی محبوبہ کسی بھی حوالے سے کمتر نہیں ہوسکتی ہے۔ ایک شاعر کی محبوبہ جیسی بھی ہو وہ اپنے محبوب کے لئے کسی حسن کی دیوی سے کم نہیں ہوتی۔ براہوئی لوک شاعری کی یہ خوبصورتی بھی ہے کہ اس میں آپکے جذبات کو ماپا جاتا ہے۔ یہاں شاعر ردیف و قافیہ لگانے کے بغیر بھی اپنی شاعری کو چار چاند لگانے سے دریغ نہیں کرتے۔ پُھلنگارانڑی اصل میں شاعر کے لیے ایک ایسی دوشیزہ ہیں جو کہ پھول کی طرح انتہائی دلکش اور نرم و ملائم ہے جیسے شاعر اپنے انگلیوں کے پوروں سے مخمل نما پھول کو چھو کر محسوس کرتا ہے اور ایک پُر احساس دنیا میں گھم ہوجاتے ہیں اور اپنی محبوب کو متعارف کرواتا ہے جیسے کہ:

جی جی کیوہ پھلنگارانڑی اے پھول جیسی رانی سے کرتا ہوں پیار
ہر دم بریک لیلیٰ کناسانڑی اے ہر رونق محفل بنتی ہے وہ زیبدار
عالم ننابسونے بڑز کو کلّران قافلہ آیا ہمارا شور زمین سے
چنکو پھل ءَسے بران تہ ولّران گل نازک اندام کو چنا حسینوں کی ٹولی سے

خلپہ دھولءِ ارفیٹ ڈُکڑے　　ڈھول نہ بجا اٹھائی گرلا ٹھی

لیلیٰءِ خنپرہ بت کنا ٹکرے　　جسم چُور چُور ہے لیلیٰ نظر نہیں آتی[18]

نازینک(ہالو):

یہ عموماً شادی بیاہ اور خوشی کے موقع پر عورتیں نہ صرف دولہا دلہن کی خوبیوں کی تعریفیں کرتی ہیں بلکہ انکے عزیز و اقارب کی بھی صفتی خوبیاں بیان کرتیں ہیں۔ نازینک یا ہالو میں عموماً دلہن کے پہنے زیورات کا ذکر کیا جاتا ہے جبکہ دلہا کے داڑی، دستار، قدو کاٹ، بہادری و شجاعت اور دانائی کے ساتھ ساتھ جوانوں کے علاقائی رقص کی بھی تعریفیں کرتیں ہیں. قوم کے بہادر غازیوں اور ہستیوں کی ستائش میں بھی "نازینک" گاتی ہیں۔ اس صنف کو براہوئی میں قصیدہ بھی کہتے ہیں۔

ہلو ہالو کبو ایلم نا جن ئے　　گیت گاتے رہو بھائی کی بارات ہے

ہلو ہالو کبو توت نا پن ئے　　گیت گاتے رہو توت کا پتہ ہے

ہلو ہالو کبو لیلی نا چاپ ئے　　گیت گاتے رہو لیلٰی در جھومر ہے

ہلو ہالو کبو دانکو نا تاپ ئے　　گیت گاتے رہو بھنا ہوا گندم مٹھی بھر ہے

ہلو ہالو کبو چاپ نا پیری ئے　　گیت گارتے رہو رقص کی چکر ہے

ہلو ہالو کبو ایلم نا خیری ئے　　گیت گاتے رہو بھیا کی چادر ہے[19]

مہندی کے رسومات ادا کرتے وقت بھی عورتیں نازینک یا ہالو گا رہی ہوتی ہیں، جیسے کہ:

دوک نا حنامی مبارک باد مرے نے　　ہاتھوں میں مہندی مبارک تجھے ہو

پوسکن برامی مبارک باد مرے نے　　نئی ہے شادی مبارک تجھے ہو

مبارک باد مرے نے لاڈی لکھ وار مرے نے　　مبارک اے جانی لاکھ بار تجھے ہو

لکھ وار مرنے نے کہ ہزار وار مرے نے　　لاکھ بار ہو، ہزار بار ہو تجھے

دوک نا دستونگی مبارک باد مرے نے　　ہاتھوں میں چوڑی مبارک تجھے ہو

راج نا مستونگی مبارک باد مرے نے　　راج دلاری مستنگی مبارک تجھے ہو

مبارک باد مرے نے لاڈی لکھ وار مرے نے　　مبارک اے جانی لاکھ بار تجھے ہو

لکھ وار مرنے نے کہ ہزار وار مرے نے　　لاکھ بار ہو، ہزار بار ہو تجھے[20]

پاتل:

براہوئی زبان و قوم میں محبت کا برملا اظہار زندگی کا خاتمہ ہے۔ اس وجہ سے براہوئی قوم میں ایک بھی رومانوی داستان نہیں ہے۔ ماہ گل نامی رومانوی داستان تھا جس کا انجام بھی قتل پر ہوا۔ اس وجہ سے عاشق اپنے محبوب کا اصل نام لئے بغیر کسی دوسرے نام یا تبدیلی سے نام لیتا

ہے۔ پاتل ایک نوجوان براہوئی دوشیزہ تھی، جس کا اصل نام فاطمہ تھا۔ مگر اس کے عاشق نے اسے 'پاتل' کے نام سے یاد کیا ہے اور اس نام سے ایک شعر کہا ہے:

مسٹرءِ مسنے تحفہ	ملا تحفہ دخترِ خوبرو
اسہ چھج وارا روفہ	ایک چھاج دو جھاڑو
لمہ صدخہ بش مہ اُراءِ روفہ	اُٹھ گھر میں لگا دے جھاڑو
اسہ جار خننگپیسہ	جلوہ حسن کبھی دکھاتے نہیں ہو
پاتل کرینے پالک	پاتل نے پکایا ہے پالک
دنالیپ ٹی نالک	بستر میں آہیں بھرتی ہے
توبہءِ کنے خالق	توبہ ہے مجھے اے خالق
اسہ جار خننگپیسہ	جلوہءِ حسن کبھی دکھاتے نہیں ہو
پاتل کرینے پاتی	پاتل نے ہے دال پکائی
ڈوئس تتنے زیاتی	کسی کو نہ دی ایک ڈوئی
دزا اُرانا بائی	چوری گھر کی خادمہ
اسہ جار خنگپیسہ	جلوہ حسن کبھی دکھاتے نہیں ہو
خان کرینے زرگری	خان نے کی ہیز رگری
زرجان ارانا بربری	زرجان گھر کی لاڈلی
اسہ جار خنگپیسہ	جلوہِ حسن کبھی دکھاتے نہیں ہو[21]

تاجلو (تاج بی بی):

براہوئی عورتیں ویسے اس لوک گیت کو شادی بیاہ کے موقع پر گاتی ہیں۔ اس میں دلہا کو دلہن سے زیادہ حسن و جمیل اور بدتر پیش کرنے کی دعوتیں شامل ہیں۔ دراصل یہ لوک گیت ایک براہوئی دوشیزہ تاج بی بی یا تاجلو کی شادی کے موقع پر کہا گیا۔ جس میں اس کے ہونے والا شوہر تاجلو کے حسن و جمال کے آگے کچھ نہیں تھا۔ اس لئے اس کی سہیلیوں نے اپنی سہیلی کو ہونے والے دولہا سے بر تر پیش کرنے کی کوشش کی ہے جیسے کہ:

استونا استار تاجلو	درخشاں شب کا ستارا اے تاجلو
ماہ جان نادشتار تاجلو	ماہ جان کا منگیتر پیارا اے تاجلو
شانہ شونزہ تاجلو	شانہ شونزہ تاجلو
دوٹی نا کونزہ تاجلو	ہاتھ میں کونزہ تاجلو

بیٹ کہ گڈوءِ تاجلو — پتیلی چولہے پر چڑھتا تاجلو
شیف کہ پڑوءِ تاجلو — اتار تیغ کو تاجلو[22]

خن دیر شولک: (آنکھیں آنسو بہار ہی ہیں)

شیر خان المعروف شیر جان براہوئی، کسی لڑکی پر عاشق ہوا بہت بڑے دوڑ دھوپ، تگ و دو سعت و کوشش کے باوجود محبوب اقرار نہ کرے تولازماًعاشق بیچارہ کوئے یار میں بیٹھ کر دو چار آنسو بہائے گا۔ جب عاشق کو پتہ چلا کہ اس کی محبوبہ اس سے خفاہے، تووہ فقیر کاروپ دھار کر اس کے دروازے پر بھکاری کی صورت میں، اپنے محبوب کا دیدار کرنے لئے پہنچا ہے۔ تو اس کی محبوبہ اسے سچ مچ کا بھکاری سمجھ کر اسکی سرزنش کرتی ہے۔ لیکن عاشق جس کے آنکھوں سے۔۔۔ اشک رواں ہے (خن دیر شولک) یہ کہے گا کہ میں بھکاری نہیں ہوں بلکہ تیرے حسن کا پیاسا عاشق ہوں اور کہتا ہے:

شیر جان امیرءِ — شیر جان ہے امیر اے جانی
نیکن پخیرءِ — تیرے لئے اٹھایا کاسہ گدائی
خنتے بڑزا کہ خن دیر شولک — دیکھ آنکھوں سے ہے سیل اشک رواں
کانک ناچشمہ — کانک کے سوتے کا پانی
دیر کن وبش مہ — اُٹھ چل پی لے پانی
خنتے بڑزا کہ خن دیر شولک — دیکھ آنکھوں سے ہے سیل اشک رواں[23]

اس کے علاوہ برک برک جانی (آجا آجا پیاری)، لال ئنا دانہ (لعل کا دانہ)، نازل (نازلی)، ننے دیر ایتہ (مجھے پانی دو)، ماہ نادوست (دل کی دھڑکن)، پاتل ناشار (پاتل کا شہر)، سوزو (سانولی سلونی)، پُھلنگا رانڑی (پھول جیسی رانی)، مولا مودی (موم جیسی پیاری)، مندرا مودی (چھوٹی حسینہ)، بجلی بجلی (چمکیلی)، پاریس بتویس (کہا مگر نہ آیا)، تاجلو (تاج جیسی بندیا)، سوُمری (حسین محبوبہ)، ، کھیلوئڑہ (پیاری کھلونا)، جی جی کیوہ (جی کرتا ہوں اپنی محبوبہ کو)، لیلڑی آلا (لیلڑی)، گھوری مریوہ ای (میں تیرے صدقے جاؤں)، مورو لعل (مور جیسی لعل)، شکر بردانگی آ (میٹھی حسینہ میرے پاس آؤ)، خن دیر شولک (آنکھیں پانی بہاتی ہیں)، لولی (لوری)، سرمند (سمندرری پانی جیسا حسینہ)، لاب ناشہر (گندم کٹائی کا گانا)، سالم ناشہر (داماد کا شعر / گانا)، کُلہ نادارو (کھانسی کی دوا)، اور خرما ناشہر (بھیڑیا کی شاعری / گانا) وغیرہ وغیرہ سب سے زیادہ مشہور و معروف ہیں۔

ان براہوئی لوک شاعری کے اصناف کے برعکس براہوئی عورتوں میں کئی اقسام کے اصناف مروج ہیں۔ جس کو صرف عورتیں کہتی ہیں اور گاتی ہیں۔ اس کے علاوہ مختلف اوقات دیکھ کر اس مناسبت سے اس صنف کو اشعار کالباس پہنا کر کہتی ہیں۔ جن میں سے کچھ کے مثال ایسے ہیں کہ: زیبامسٹر، گڑدلو، گوازی، گودی مسن تا، اِدکو، کوٹو کلوٹو، شارو، سندل آکانہ، گوازیک، ھڑی ھڑی، ھیوک، ایڑنا ارمان، اروہ گنوک، جھمر تفینے، جھلک جھورو، کچی خراسان، پٹکوپٹک، ھالوھالو، مہرنا تہو، سنگت کنا، باگل خلیوہ، چھنکا چھنا، اللہ ھو، سانگ بندی، انتظاری، زیبل کنا، گھوٹءِ ناز فین، جی او خدا، لمہ جیجل، رڑکپہ، کش مش نالوڈے، ارے ناگلہ، ھیٹ و خرما، موریتک ناماتن، سادئی، غریب نابیوسی، چھنانا گھام

ہر فنگ، لمہ ناچھنکا مسٹرے ناز یفنگ، بن لیلی کنا، ایلی ایلی، کھٹوکا، ساہ کنا خنتے آکیوہ نے، پھل جان گودی، ڈھےءِ مہر، خوشی ناموسم، پھر آن پد، بنک ھیت ئس، اوڑکن گنوک ئٹ، زیبلا جانی، است نااحوال، اے لمہ، ادیر، بلی و نواسہ، دزی، آختہ، کہو کا ایلم ناصدا، مہمان بروکا، اور دوسرے اشعار اور اصناف مشہور ہیں۔

حوالہ جات

[1] Zunoon Ahmed Khan, Baluchistan Oscillating in a chasm" Lahore, 5 pearhead research.2012
[2] Journal of Tamil studies "Vol. India International Institute of Tamil Studies 1978, p 53
[3] DP. Sharma, Indus Scripts Dehli.2000 p.37
[4] H.T Limerick "History of Sind series. vol 1"general introduction Haider Abad/Jamshoro. Sindhi Adabi Board1986 p 206.

[5] پروفیسر انور رومان "کوئٹہ قلات کے براہوئی" اردو ترجمہ: ڈاکٹر انعام الحق کوثر، کوئٹہ، قریشی پبلی کیشنز، پہلا ایڈیشن 1987ء صفحہ 52-53

[6] عبدالرحمن غور، ڈاکٹر، براہوئی لوک گیت، کوئٹہ، براہوئی اکیڈمی پاکستان، 1995(اشاعت اول)، ص، 22-14

[7] مینگل، افضل، شاپشتیر، کوئٹہ، براہوئی اکیڈمی پاکستان، 2010، ص، 69-68

[8] عبدالرحمن غور، ڈاکٹر، براہوئی لوک گیت، کوئٹہ، براہوئی اکیڈمی پاکستان، 2018(اشاعت دوم)، ص، 78

[9] ایضا، ص79

[10] ایضا، ص80

[11] ایضا، ص94-93

[12] ایضا، ص79-78

[13] Habib, M. A. R. (2008). *A history of literary criticism: from Plato to the present*. John Wiley & Sons. Pp. 438

[14] براہوئی، عبدالرحمٰن، گواڑخ، کوئٹہ، براہوئی اکادمی زرغون روڈ، 1969، ص، 16-15

[15] ایضا، ص15

[16] عبدالرحمن غور، ڈاکٹر، براہوئی لوک گیت، کوئٹہ، براہوئی اکیڈمی پاکستان، 2018(اشاعت دوم)، ص، 97

[17] ایضا، ص97

[18] ایضا، ص30-31

[19] مینگل، افضل، چمکلی، براہوئی لوک گیت، کوئٹہ، براہوئی اکیڈمی پاکستان، 2016(اشاعت دوم)، ص، 112-111

[20] ایضا، ص116

[21] براہوئی، عبدالرحمٰن، گواڑخ، کوئٹہ، براہوئی اکادمی زرغون روڈ، 1969، ص، 28

[22] ایضا، ص43

[23] عبدالرحمن غور، ڈاکٹر، براہوئی لوک گیت، کوئٹہ، براہوئی اکیڈمی پاکستان، 2018(اشاعت دوم)، ص، 39